OPEN ACCESS
Al-Qamar
ISSN (Online): 2664-4398
ISSN (Print): 2664-438X
www.alqamarjournal.com

سیرت النبی ﷺ کے قدیم وجدید مصادر: ایک مطالعہ
A Study of Early and Modern Sources of *Sīrah* of The Prophet

Dr. Hafiz Jamshed Akhtar
Lecturer, Department of Islamic Studies Ghazi University, Dera Ghazi Khan
Muhammad Farooq Iqbal
Ph.D. Scholar, Department of Islamic Studies, Ghazi University, Dera Ghazi Khan
Talib Hussain
M.Phil. Scholar, Department of Islamic Studies, Minhaj University, Lahore

Abstract
The life of the Messenger of Allah ﷺ is related to the entire humanity. This is the reason that much has been written on the life and biography of Prophet Muhammad (peace be upon him). From the beginning, the authors of the biography have written in different ways on the biography of Prophet Muhammad (peace be upon him). It has always been the dream of every Muslim to have the honor of writing the biography of his Prophet. No one can compete with this pride of Muslims until the Day of Judgment that they preserved every word of the circumstances and events of their Prophet with the inquiry that no one The conditions of the person have not been recorded with such comprehensiveness and care till date and cannot be done in the future. Not only Muslims, but also non-Muslims are seen in praise and description of the Prophet (peace and blessings of Allah be upon him) and mention of him. For Muslims, the study of

CC BY

biographies is not just an academic awareness, but an important religious necessity, while the nature of biographical studies for non-Muslims may be somewhat different. His (peace and blessings of Allah be upon him) achievements are very interesting and surprising for historians. Those non-Muslims who have hatred and hatred against Islam and the Prophet of Islam, the purpose of studying their biography is to gain awareness of the real facts and distort and present the same events and present these events in their own color contrary to the reality. Despite all this, the most written and read in the world with reference to the biography of Muhammad, the Messenger of Allah, and this is an impressive fact, in this article, the light of ancient and modern sources of biography have been reviewed.

Keywords: Prophet, Biography, Ancient and Modern Sources, Messenger of Allah

تمہید

اسلامی ادبیات میں قرآن کریم کے بعد جو علم خاص امتیاز اور فضیلت کا حامل ہے وہ نبی کریم ﷺ کے اقوال و افعال اور آپ کے احوال کا بیان ہے۔ انبیاءِ کرامؑ کے سیر و سوانح میں یہ امتیاز صرف نبی کریم ﷺ کو حاصل ہے کہ آپ ﷺ کی حیات طیبہ اور سنت مطہرہ کا ہر ہر پہلو علمی، عملی اور تحقیقی طور پر محفوظ ہے۔ آپ ﷺ کی سیرت اور سنت کی حفاظت کے لیے تحریر، حفظ اور ابلاغ کا اہتمام خود رسول اللہ ﷺ کی حیات مبارکہ میں شروع ہو گیا تھا۔ ابتدائی طور پر یہ مواد سیر و مغازی اور شمائل کے عنوان سے جمع ہوتا رہا ہے۔ سیرت طیبہ ابتدائی طور پر کتاب المغازی کے نام سے جمع کی گئی۔ جس میں غالب طور پر غزوات کے احوال اور عمومی اعتبار سے آپ ﷺ کی ذات مبارکہ کے تمام احوال کا ذکر ملتا ہے۔ سیدنا عروہ بن زبیرؒ وہ اولین مؤلف مغازی ہیں جن کی کتاب المغازی کا ہمیں سراغ ملتا ہے۔ اس کے بعد سیرت نگاروں کا ایک لامتناہی سلسلہ ہے جن میں ابان بن عثمانؒ، ابن شہاب زہریؒ، ابن اسحاقؒ، موسی بن عقبہؒ، ابن ہشام، محمد بن عمر الواقدیؒ اور محمد بن سعدؒ جیسے جلیل القدر سیرت نگار بطور خاص قابل ذکر ہیں۔ گزشتہ چودہ صدیوں میں سیرت طیبہ پر لکھے گئے ذخیرہ کی مقدار اور موضوعاتی ترتیب کے لئے بھی کئی جلدوں پر مبنی فہارس مرتب کی جا چکی ہیں۔ ان فہارس کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ موضوع کس قدر گہرا اور جاذب نظر ہے۔ اور ہر دور میں اس کی تازگی اور دلچسپی کا معیار کیا ہے۔ دنیا کے ہر کونے میں لکھنے والوں نے اپنی اپنی استطاعت اور بساط کے مطابق اس میں حصہ ڈالنے کی کوشش کی ہے اور یہ کوشش مسلسل جاری ہے۔

دورِ نبوی تا آٹھویں صدی ہجری کے مصادرِ سیرت

رسول اللہ ﷺ کی حیات طیبہ کے مکی دور کا تیرہ سالہ عرصہ یعنی نبوت کے اعلان سے لے کر ہجرت کے لمحے تک حیات طیبہ کے ایک ایک لمحہ کی حس روداد سیرت طیبہ ﷺ ہی کا مظہر کہلاتا ہے اور متقدمین و متاخرین کا اس پر صحیح اسانید اور مصادر و

مراجع سے ماخذات لے کر تحقیقی کام کرنا بھی سیرت نگاری کے تاریخی پس منظر کو اجاگر کرتا ہے۔ سیرت نگاری کے موضوع پر کام کرتے ہوئے سیرت نگاری کے تاریخی پس منظر کو سامنے رکھنا بہت ضروری ہے۔ سیرت نگاری کی تاریخ اتنی ہی پرانی ہے جتنا کہ دین اسلام کا عرصہ حیات یعنی 1432 سال، سیرت نگاری کی تاریخ سیرت نگاری کا ذکر کرتے ہوئے الاول فلاول، الاقرب، فلاقرب کو ملحوظ خاطر رکھنا۔ بس ضروری ہے اس طرح تاریخ نگاری کا ذکر خود صاحب سیرت طیبہ یعنی محمد مصطفیٰ ﷺ کی ذات گرامی سے شروع ہو گا۔ آپ ﷺ کے اقوال وافعال، شرعی اور مسنون احکامات و مفردات اور تمام معاملات کا احاطہ کرتے ہوئے آپ ﷺ کے تمام مسنون اعمال کا ذکر سیرت نگاری کا ایک نہایت اہم باب سمجھا جانا چاہیے اس کے ساتھ ہی قرآن کریم کے نزول مکانی و زمانی کے تمام مندرجات کا دراصل سیرت طیبہ کا ایک زندہ جاوید اور محفوظ و مامون ذریعہ ہے۔ اس سے بھی پہلے نبی کریم ﷺ کے وجود اقدس کے لمحہ پیدائش سے لے کر نبوت پر مبعوث ہونے تک کا تمام عرصہ بھی رسول ﷺ کی سیرت پر ہی مشتمل ہے اسی طرح مکی زندگی کے نبی کریم ﷺ کے 35 سال کے حالات وواقعات آج صحیح اور مستند روایات کی صورت میں سیرت نگاری کے کام کو اس کے اصل اور صحیح تاریخی پس منظر میں بیان کر رہے ہیں جس پر مختصراً مندرجات کا اجمالاً ذکر کیا جاسکتا ہے:

1. پیدائش کے بعد آپ ﷺ کے دادا عبد المطلب کا آپ ﷺ کو کر بیت اللہ میں لانا اور نام نامی محمد ﷺ رکھنا۔
2. قبیلہ بنو سعد کی خاتون سیدہ حلیمہ سعدیہ کے پاس رضاعت کے سال گزارنا۔
3. ولادت سے قبل ہی داغ یتیمی سے سرفراز ہونا۔
4. چھ سال کی عمر میں والدہ محترمہ کی دائمی جدائی۔
5. دادا عبد المطلب کا بھی سایہ شفقت اٹھ جانا۔
6. چھوٹی سی عمر میں ابو طالب کے ساتھ ملک شام کا سفر کرنا۔
7. لڑکپن میں ہی لایعنی اور فسق وفجور والے کاموں سے دور رہنا۔
8. جوانی میں پیشہ تجارت اختیار کرنا اور ایک مالدار خاتون حضرت خدیجہ کے مال کی تجارت کرنا۔
9. پچیس سال کے پر شباب دور میں چالیس سالہ بیوہ خاتون سے شادی کرنا۔
10. غار حرا میں قیام کی روداد عظیم۔
11. جبریل امین کا پہلی وحی لے کر آنا۔
12. زملونی زملونی کہہ کر اپنی روجہ محترمہ کو پہلی وحی کے حالات بتانا اور ام المومنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا ورقہ بن نوفل کے پاس لے کر جانا۔
13. نبوت کے پہلے تین سال خفیہ دعوت پیش کرنا۔
14. دس سال اعلانیہ دعوت پیش کر کے ہجرت کی صعوبتوں سے گزرنا۔
15. ہجرت کے بعد مواخات اور معاہدات پر ایک ریاست کھڑی کرنا۔
16. عادات، عبادات، معاملات، قوانین اور اصلاحات مقرر فرمانا۔
17. غزوات کی ایک طویل تاریخ کی میراث چھوڑ جانا۔

ڈاکٹر مفتی محمد مظہر مجلہ السیرۃ العالمی میں سیرت کی اہمیت کے نام سے مضمون لکھتے ہوئے کہتے ہیں کہ:

"حضور ﷺ کی سیرت خواہ وہ عبادات کے متعلق ہو یا عادات سے، ظاہر ہے اس کا اس وقت تک احاطہ

ممکن نہیں جب آپ ﷺ کی سیرت کا علم نہ ہو"[1]

سیرت نبی کریم ﷺ صحابہ کرام، تابعین و تبع تابعین، متقدمین، متکلمین مجتہدین، اولیاء عظام اور مورخین عرب و عجم کے ذریعے آج کی نسلوں تک محفوظ و مامون ہیں حتیٰ کہ سیرت نگاری کی تاریخ عرب سے چلتی ہوئی عجم میں اور بالخصوص برصغیر میں اپنا ایک عظیم مقام رکھتی ہے۔

دور مصطفیٰ ﷺ میں سیرت نگاری

صحابہ کرام نے نبی کریم ﷺ کی نجی و مجلسی تمام حیات پر مشتمل معلومات جہاں فرامین رسول ﷺ کی صورت میں بہم پہنچائیں وہاں سیر و مغازی کے واقعات کو سیرت نگاری کے کام کے طور پر بھی آگے بڑھایا۔ سیرت نگاری کا کام تو دراصل رسول ﷺ کی حیات طیبہ میں آپ ﷺ کی مدنی زندگی میں ہی شروع ہو گیا تھا۔ سیرت نگاری کا کام اسلام کے مدنی دور میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے بڑے احسن انداز میں سرانجام دیا جو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین رسول ﷺ کی مجلس میں بیٹھے وہ نبی کریم ﷺ سے مواعظہ حسنہ سنتے اور جو دنیاوی معاملات کی وجہ سے آپ ﷺ کی مجلس میں شامل نہ ہو سکتے تو ان کو مجلس میں شمولیت اختیار کرنے والے من و عن وہ تمام مواعظ حسنہ سنا دیتے اور خود رسول ﷺ نے بنفس نفیس صحابہ کرام رسول اللہ علیہم اجمعین کو دو ارشادات کے ذریعے ترغیب دی: "بلغوا عني ولو آية"[2] "میری طرف سے آگے پہنچاؤ خواہ ایک ہی آیت" "نظر الله امرا منا شيئا فبلغه كماسمعه"[3] "اللہ تعالیٰ اس شخص کو سرسبز و شاداب رکھے جس نے میری حدیث سنی اور اسے اسی طرح آگے پہنچایا جیسے سنا تھا"

جیسا کی ڈاکٹر جواد علی لکھتے ہیں:

> "مدینہ شہر تھا جو رسول اللہ ﷺ اور ان کے ساتھیوں کی ہجرت گاہ تھا یہی وہ شہر تھا جس نے اسلام کو پناہ دی اور پروان چڑھایا سارے اسلامی علوم پہلے پہل مدینہ ہی میں پروان چڑھے۔ یہاں صحابہ کرام اور ان کے تابعین کی بہت بڑی تعداد آباد تھی جنہوں نے علوم القرآن اور حدیث و مغازی کے حوالے سے بہت کام کیا۔ مدنی سکول پر حدیث اور روایت کے خاص اثرات پڑے یہ "تدقیق اور محافظت" کے لیے معروف ہوا۔ اس مرکز میں راویات کی محافظت حکومت کے شام منتقل ہو جانے کے بعد بھی رہی۔ وہ قریش کے طبقہ اشراف کا گہوارہ ہی نہیں تھا۔ بلکہ ثقافت اسلامیہ کا مرکز بھی بنا۔ یہاں تک کہ علمی قیادت کا خاتمہ بغداد نے کیا چنانچہ بغداد نے سیرت اور مغازی پر جو خاص مدینے کے فنون تھے اور حدیث پر اپنا قبضہ جمالیا"[4]

صحابہ کرام رضوان علیہم اجمعین فتح مکہ کے موقع پر ایک لاکھ چوبیس ہزار کے قریب تھے جن میں سے کثرت کے آثار اقوال میں سیرت ومغازی کے حالات ملتے ہیں اور صحیح اسانید کے ساتھ یہ روایان احادیث بھی ہیں جیسا کہ سجاد ظہیر رقم طراز ہیں:

> "جن اسلامی علوم وفنون کی ابتداء مدینہ منورہ سے ہوئی ان میں حدیث اور فقہ کی طرح سیر و مغازی کا علم بھی شامل ہے اور ایسا ہونا بڑا فطری تھا کیونکہ مدینہ میں ہی جہاد فرض ہوا یہیں سے غزوات و سرایہ کی مہمات روانہ ہوتی تھیں اور یہیں واپس آتی تھیں یہ ہزاروں صحابہ مدینہ میں ہی مقیم ہوتے تھے اور سیر و مغازی کے واقعات بیان کرتے تھے"[5]

دور صحابہ میں سیرت نگاری

صحابہ کرام کو مجلس نبی کریم ﷺ میں کم بیٹھنے کے مواقع ملے وہ ان صحابہ کرام سے ملاقات کر کے جو مجلس رسول ﷺ میں زیادہ وقت گزارتے ان سے رسول ﷺ کے احوال دریافت کرتے اور ان کی غیر موجودگی میں کوئی نئی خبر یا وحی ہوتی تو ان سے پوچھتے اور آگے تک پہنچاتے اس طرح نبی کریم ﷺ کے بعد احوال رسول ﷺ اور اقوال و افعال رسول ﷺ سے متعلق دریافت کرنے کے عمل کو اور بھی مہمیز ملی۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی کثیر تعداد ایسی تھی جن کو اکثر اوقات نبی کریم ﷺ کی مجلس میں بیٹھنے کے مواقع حاصل ہوئے لیکن صحابہ کی کثیر تعداد ایسی بھی ہے جو مدینہ سے دور دراز رہائش پذیر ہونے کی بناء پر کبھی کبھی رسول کریم ﷺ کی مجلسوں میں بیٹھتی تھی۔[6]

پہلی صدی ہجری میں سیرت نگاری

مدینہ میں سیرت نگاری کی تصنیف پہلی صدی ہجری کے نصف ثانی سے ہی شروع ہو گئی تھی یہ اسلام میں باقاعدہ تصانیف اور تالیف کا دور تھا اگرچہ سیرت نگاری کا کام ابھی ابتدائی حالت میں تھا۔ صحابہ کرام عموما سیرت کو نبی کریم ﷺ کے حالات غزوات مراد لیتے تھے علامہ ابن حجر العسقلانی فرماتے ہیں کہ:

> "محدثین اور مؤرخین نے کتاب السیر کے نام سے رسول اللہ ﷺ کے حالات جمع کئے ہیں جن میں مغازی کا تذکرہ بھی ہوتا ہے البتہ فقہاء کے نزدیک سیرت کے مفہوم میں وہ وسعت نہیں ہے۔ ان حضرات کے نزدیک جہاد اور غزوات میں رسول اللہ ﷺ نے مخالفین کے ساتھ جو معاملہ فرمایا ہے وہ سیرت کے زمرے میں آتا ہے"[7]

چنانچہ اس طرح کہا جا سکتا ہے کہ فقہا کے ہاں سیرت کے مفہوم میں وہ وسعت نہیں پائی جاتی تھی جو کہ محدثین و مؤرخین کے نزدیک تھی محدثین و مؤرخین نبی کریم ﷺ کے حالات زندگی پیدائش سے لے کر وفات تک ہر شعبہ زندگی کے تمام معاملات کو سیرت کے زمرے میں لاتے ہیں۔ حافظ ابن حجر العسقلانی کی تحقیق اور تجزیہ کے مطابق:

> "ابتداء میں مغازی کی اصطلاح محدود مفہوم کی حامل تھی لیکن بعد میں اس کا مفہوم وسیع ہو گیا اور سیرت کی کتابوں کا نام "کتاب المغازی" پڑ گیا۔ چنانچہ مغازی عروہ بن الزبیر، مغازی بن عثمان، مغازی محمد بن شہاب زہری، مغازی ابن اسحاق، مغازی موسیٰ بن عقبہ اور واقدی وغیرہ سیرت کی کتابیں ہیں اور ان میں مغازی کی طرح رسول ﷺ کے حالات بیان کئے گئے ہیں"[8]

پہلی صدی ہجری میں بہت جلیل القدر صحابہ کرام کا نام سیر و مغازی کے کام کو تکمیل تک پہنچانے میں مشہور و معروف ہیں ابن سعد طبقات الکبریٰ میں لکھتے ہیں:

> "طبقہ صحابہ میں جن حضرات کی روایات کو علم السیر والمغازی بن تداول حاصل رہا ان میں جابر بن عبداللہ، ابو سعید خذری، ابو ہریرہ، عبداللہ بن عمر، عبداللہ بن مسعود، عبداللہ بن عمرو بن العاص، عبداللہ بن عباس، رافع بن خدیج، انس بن مالک اور براء بن عازب کے نام زیادہ نمایاں نظر آتے ہیں۔ ان کے بعد صحابہ میں عتبہ بن عامر جمینی، زید بن خالد جمینی، عمران بن حسینی، نعمان بن بشیر، معاویہ بن ابو سفیان، سہیل لبن سعد ساعدی، عبداللہ بن خمطی، مسلم بن مخلد، ربیعہ بن کعب اسلمی، ہند بن حارثہ اسلمی، اسماء بن حارثہ اسلمی، وہ حضرات ہیں۔ جو سیر و مغازی کے ابتدائی دور تک حیات رہے اور ان سے اس موضوع کی روایات نے رواج پایا۔ سیرت کا بیشتر سرمایہ انہی صحابہ کی بیان کردہ روایات و آثار پر

مشتمل ہے"[9]

تابعین، تبع تابعین کے دور کے بنیادی مصادر

تابعین و تبع تابعین نے بطور محدث، فقیہہ، مفسر اور مؤرخ کے سیرت نگاری کے کام کو آگے بڑھایا اور باقاعدہ سیرت پر کتب مدون کیں ان میں عروہ بن زبیر، ابان بن عثمان اور محمد بن شہاب الزہری کے نام مشہور ہیں۔ صحابہ کرام کے بعد ان کے تلامذہ یعنی تابعین کا دور ہے جنہوں نے احادیث و آثار اور سیر و مغازی کے واقعات اپنے شیوخ اور خاندانی بزرگوں سے سن کر بیان کیے اس طبقہ میں انصار و مہاجرین اور دوسرے صحابہ کی اولاد کے پاس روایات و آثار کا سرمایہ نسبتاً زیادہ رہا۔ ان کے بعد تبع تابعین کا دور آیا جنہوں نے صحابہ اور تابعین کے علم کو آگے بڑھایا سیرت کا تمام سرمایہ انہی صحابہ، تابعین اور تبع تابعین کی روایات، معلومات، اقوال اور آثار سے جمع کیا گیا ہے۔ سیرت نگاری کے کام کا دوسرا دور دوسری صدی ہجری کے وسط میں شروع ہوا۔ علامہ ابن کثیر اپنی کتاب "البدایۃ والنھایۃ" میں عروہ بن زبیر کے بارے میں لکھتے ہیں کہ:

> "عروہ بن زبیر بہت بڑے عالم تھے قابل اعتماد تھے، فن سیر و مغازی کے ماہر تھے اور مغازی کے فن میں اولین مصنف تھے"[10]

عروہ بن زبیر کے شاگرد ابوالاسود محمد بن عبد الرحمٰن جن کی تربیت عروہ نے خود کی تھی ان کے راوی اور معلم ہیں ابولاسود کے بارے میں حافظ ذہبی اپنی کتاب "سیر اعلام النبلاء" میں لکھتے ہیں کہ:

> "ابولاسود نے مصر جا کر عروہ بن زبیر کی کتاب المغازی کی تعلیم انہی کی روایت سے دی"[11]

باقاعدہ سیرت نگاری کی ابتداء بھی تابعین کے دور میں ہوئی چونکہ تابعین کے طبقہ اولیٰ اور طبقہ ثانی کی کاوشوں سے اس ضمن میں جو ذہنی و فکری فضاء قائم ہوئی تھی اس کا کتاب صورت میں اظہار فطری عمل تھا۔ لہذا امام زہری کے تلامذہ میں سے کم از کم تین صاحبان علم ودانش موسیٰ بن عقبہ، معمر بن راشد اور اسحاق کی تصانیف کو مقبولیت ملی اول الذکر دونوں حضرات کی کاوشوں کا صرف تذکرہ ہی مستند کتابوں میں ملتا ہے لیکن آخر الذکر کی تالیف کتاب المغازی جو سیر ابن اسحاق کے نام سے معروف ہے مستقبل کے سیرت نگاروں کی توجہ کا مرکز بھی بنی اس لیے اس کو سیرت نگاری میں مقام اولیت ملا لیکن یہ تاثر قطعی غلط فہمی ہے کہ سیرت نگاری کا آغاز دوسری ہجری میں ہوا اس کتاب کو ان کاوشوں سے علیحدہ کر کے نہیں دیکھا جا سکتا یہ کتاب باقاعدہ سیرت نگاری کی راہ میں نشان اولین ہے۔ سیرت نگاری کے اس دور میں ابان بن عثمان مدنی کا نام بھی مشہور و معروف ہے انہوں نے سیرت نگاری کے شعبہ میں گراں قدر کام سرانجام دیا۔ ان سے متعلق علامہ ابن حجر العسقلانی اپنی کتاب "تہذیب التہذیب" میں رقم طراز ہیں کہ:

> "عروہ بن زبیر کے ہم عصر علمائے سیر و مغازی میں ابان بن عثمان کا نام نامی بہت نمایاں ہے آپ کی ولادت 20ھ میں ہوئی آپ نے اپنے والد سیدنا عثمان بن عفان اور سیدنا اسامہ بن زید سے بھی روایات اخذ کی ہیں آپ کے شاگردوں کی فہرست بہت طویل ہے ان میں محمد شہاب زہری اور مغیرہ بن عبد الرحمٰن زیادہ مشہور ہیں۔ مغیرہ کتاب المغازی کے راوی ہیں۔ ابان بن عثمان 82ھ سے قبل کتاب المغازی لکھی۔ زبیر نے اپنی کتاب میں لکھا کہ 82ھ میں سلیمان بن عبد المالک حج کے سلسلہ میں حجاز چلے گئے یہ اس کا ولی عہدی کا دور تھا۔ سلیمان نے ابان بن عثمان، عمرو بن عثمان اور ابو بکر بن عبد اللہ کے ساتھ مدینہ کے متبرک مقامات کی زیارت کی جن جگہوں میں رسول ﷺ نے نماز پڑھی یا صحابہ شہید ہوئے سب کو دیکھا پھر جبل احد اور دیگر مقامات کی زیارت کرتا ہوا قبا تک گیا اور ہر مقام کے بارے میں ابان بن عثمان اور دیگر اہل علم سے معلومات حاصل کرتا رہا۔ اور یہ حضرات اس کو تفصیلات بتاتے رہے۔ قبا پہنچ کر سلیمان بن عبد المالک نے ابان بن

عثمان سے کہا کہ آپ میرے لیے نبی کریم ﷺ کی سیر ومغازی کتابی شکل میں مرتب ومدون کر دیں۔ ابان نے جواب دیا کہ میں پہلے ہی اس موضوع پر روایات جمع کر چکا ہوں سلیمان بن عبد المالک نے اس کتاب کو نقل کرنے کا حکم دیا۔ بلکہ دس کاتبوں کو مقرر کر کے کتاب ان کے حوالے کر دی اور انہوں نے کھال میں اسے نقل کر دیا"[12]

دوسری صدی ہجری کے بنیادی مصادر

اس صدی ہجری میں سیرت نگار اور محدثین سیرت نگاری کے کام میں پیش پیش تھے ان میں سے مزید چند اہم شخصیات کے نام مندرجہ ذیل ہیں:

سیرت نگار	سنہ وفات	سیرت پر تصانیف
سعید بن سعد عبادہ	99	کتاب المغازی
عامر بن شراحیل شیعی	103	کتاب الفتوح کتاب المغازی
ابان بن عثمان بن عفان	105	کتاب المغازی
وہاب بن منبہ	110	کتاب الفتوح کتاب المبتداء
عاصم بن عمرو بن قتادہ	120	سیرت کے مختلف موضوعات پر ان کی کتابیں تھیں
شرجیل بن سعد	123	فن مغازی پر کتاب لکھی
مخدم ابن شہاب زہری	124	کتاب المغازی
عمرو بن عبد اللہ السبیعی	127	سیرت اور مغازی پر کئی کتب کے مولف ہیں
یعقوب بن عتبہ	128	سیرت پر ان کی تحریریں تھیں
عبد اللہ بن ابی بکر	130	کتاب المغازی
یزید بن رومان	130	کتاب المغازی
ابو الاسود یتیم عروہ	137	کتاب المغازی
موسیٰ بن عقبہ	141	کتاب المغازی
ابو المعتمر سلیمان بن طرخان	143	کتاب المغازی

محمد بن اسحاق	151	کتاب المبتدا والمنعث والمغازی
معمر بن راشد	154	کتاب المغازی
عبد الرحمٰن بن عبد العزیز حنیفی	162	کتاب السیرہ
ابو معشر سندی	170	کتاب المغازی
سلیمان بن بلال تیمی	172	کتاب المغازی
عبد الملک بن محمد بن ابو بکر	176	کتاب المغازی
علی بن مجاہد کابلی	182	کتاب المغازی
ابراہیم بن سعد بن ابراہیم	183	کتاب المغازی
زیاد بن عبد اللہ بکائی	183	کتاب المغازی
ابو اسحاق ابراہیم بن محمد نوازی	188	کتاب السیر فی الاخبار والاحداث

تیسری صدی ہجری کے بنیادی مصادر

اس دور میں سیرت نگاران کے سمائے گرامی درج ذیل ہیں۔ جنہوں نے اپنی پوری زندگی وقف کر کے سیرت رسول ﷺ کو صحیح اسناد کے ساتھ اپنے متقدمین و معلمین سے روایت کیا اور سیرت نگاری کے کام کو آگے بڑھایا ان کے نام مندرجہ ذیل ہیں۔

احمد بن حارث	خراسان / بغداد	کتاب المغازی والسیر ایاوذکر ازواج
محمد بن یحیٰی مروزی	خراسان / بغداد	کتاب المغازی
ابو حذیفہ 206ء	بلخ / بخارا	کتاب المبتداء
محمد بن عمر بن واقد الواقدی 207ء	خراسان / بغداد	کتاب التاریخ ولمغازی والمغازی لمبعث
		کتاب السیرۃ
		کتاب ازواج النبی
		کتاب وفاۃ النبی
عبد الملک بن ہشام حمیری	218ء بصرہ / مصر	سیرۃ ابن ہشام

عبد الرزاق بن ہمام بن نافع	221ء صنعاء / صنعاء	کتاب المغازی
علی بن محمد مدائنی	224ء بصرہ / بغدادیہ	کتاب النوادر
ابن عائذ	233ھ دمشق / دمشق	کتاب المغازی
محمد بن عبد اللہ بن نمیر کوفی	234ھ کوفہ / کوفہ	کتاب المغازی
حسن بن عثمان زیادی	243ھ بغداد	کتاب المغازی
حماد بن اسحاق	267ھ بصرہ / سوس	ترکتہ النبی
محمد بن عیسیٰ ترمذی	279ھ	کتاب الشمائل
ابوزرعہ	280ھ دمشق / دمشق	سیرۃ النبی ﷺ و تاریخ خلفاء راشدین
اسماعیل بن اسحاق	282ھ بصرہ / بغداد	کتاب المغازی
ابراہیم بن محمد بن سعید	283ھ کوفہ / کوفہ	کتاب المغازی
ابراہیم بن اسحاق حربی	285ھ بغداد / بغداد	کتاب المغازی
ابو بکر احمد بن خثیمہ بغدادی	299ھ بغداد / بغداد	تاریخ کبیر

عالم اسلام کے ایک عظیم مورخ ابن خلکان شمس الدین ابو العباس احمد بن محمد البر مکی الاربلی متوفی 681ء اپنی کتاب وفیات الاعیان میں ابن ہشام کے بارے میں لکھتے ہیں:

"یہی ابن ہشام ہیں جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کی مغازی وسیر "مصنف ابن اسحٰق" کو جمع کر کے اس کو مہذب کیا اور اس کی تلخیص کی جس کی شرح سہیلی نے کی ہے اور یہی کتاب سیرت ابن ہشام کے نام سے لوگوں کے ہاتھوں میں ہے"[13]

چوتھی سے آٹھویں صدی ہجری تک کے بنیادی مصادر

علامہ ابن کثیر نے 774ء میں ایک معترکہ الآراء کتاب البدائیہ والنھائیۃ لکھی جس میں زوال سے لے کر اپنی زندگی کے اس کتاب کے مکمل ہونے کے ایام تک حالات و واقعات کا نہایت مستند جامع تاریخی روزنامچے کی صورت میں مکمل زمانی اور مکانی ترتیب کے ساتھ تذکرہ کیا۔ علامہ ابن کثیر نے اپنی کتاب البدائیہ والنھائیہ میں جن سیرت نگاران کا تذکرہ کیا ہے ان میں سے چند اہم شخصیات کا ذکر کرنا ضروری ہے جو کہ درج ذیل ہے:

ابو عبد الرحمٰن نسائی	303ھ	کتاب السنن

امام احمد بن حنبل	307ھ	مسند
اسحاق بن عبد اللہ	307ھ	مسند
ابو البشر الدولابی	310ھ	سیر اعلام النبلاء
محمد بن اسحاق بن خزیمہ	311ھ	الصحیح
محمد بن عقیل البلخی	316ھ	صحیح مسلم کی احادیث کا استخراج کیا
یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم الاسفرینی	316ھ	
قاضی ابو عمر محمد بن یوسف المالکی	320ھ	جامع سند
ابو جعفر الطحاویؒ	321ھ	التاریخ الکبیر
عمر بن ابی عمر محمد بن یوسف بن یعقوب	328ھ	مسند
علی بن صمشاد بن سخنون	338ھ	کتاب الجامع
احمد بن سلیمان بن الحسن حنبلی	348ھ	مسند امام احمد
ابو لسیمان الخطابی	349ھ	ابو داؤد کی شرح العالم، بخاری کی شرح الاعلماء اور غریب الحدیث
ابو القاسم الطبرانی سلیمان بن محمد بن ایوب	360ء	کتاب السنۃ، کتاب مسند الشامیین
ابو بکر عبد العزیز جعفر	363ء	مختصر السنۃ
ابو علی یاسر جبی الحسین بن محمد بن احمد	365ء	ایک مسند اور القبائل اور المغازی تصنیف کی
ابو سلیمان احمد بن محمد بن ابراہیم بن الخطاب	387ء	معالم السنن، شرح بخاری
ابو احمد عبد اللہ بن محمد ابی علان	408ء	معجزات النبی ﷺ جس میں ایک ہزار معجزات کو جمع کیا
ابو عبد الرحمٰن السلمی محمد بن الحسین بن محمد بن موسیٰ	412ء	تفسیر سنن اور تاریخ تصنیف کی
ابو عمر الہاشمی البصری القاسم بن جعفر بن عبد الواحد	414ء	ابو علی اللولوی سے سنن ابو داؤد روایت کی

ابو نعیم اصبہانی احمد بن عبد اللہ بن احمد بن اسحاق	430ء	المعجم الصحابہ، دلائل نبوت اور طب نبوی کے بارے میں بھی آپ کی کتاب ہے
ابو عبد اللہ الحمیدی محمد بن ابی نصر فتوح بن عبد اللہ بن حمید اندلی	488ء	الجمع بین الصحیحن
الحسین بن مسعود بن محمد البغوی	516ء	شرح السنتہ، الجامع الصحیحین

بیان کردہ معلومات سے ثابت ہوتا ہے کہ سیرت نگاری کے رجحانات دورِ سلف صالحین میں بھی پائے جاتے تھے۔ اگر یوں کہا جائے کہ سیرت نگاری ہر دور میں رائج رہی تو یہ کہنا غلط نہ ہو گا۔

سیرت النبی ﷺ کے جدید مصادر

نبی کریم ﷺ کی حیات طیبہ سے متعلق مستند روایات کا وہ ذخیرہ جو تاریخ میں سیرت و مغازی کے نام سے منسوب ہوا اور جس میں رسول اللہ ﷺ کی پیدائش سے لے کر وفات تک تمام حالات و واقعات صحیح اسانید و روایات کی بنیاد پر اسلام کی پہلی گیارہ صدیوں میں عرب و عجم کے محدثین اور مؤرخین چاہیے وہ متقدمین ہوں یا متاخرین انکی تحقیقی کاوشوں سے جمع ہوا وہ دنیائے عجم کے دوسرے علاقوں میں مصادر و مراجع کے نام سے مشہور ہوا اور انہی سے سیرت نگاری کے لیے ماخذات روایات دنیا کے تمام خطوں میں قبول کیے گئے اس لیے تدوین حدیث و سیرت کا کام جن اسماء الرجال کی بنیاد پر جس انداز میں عالم اسلام کے ماہرین علوم و فنون نے کیا اس کی مثال باقی دنیا کی تمام اقوام کے اندر ہر طرح کے اعلیٰ پائے کے مشاہیر بھی دینے سے قاصر رہے۔ ڈاکٹر سیدہ اشرف ظفر اپنی کتاب "امیر کبیر ہمدانی" میں لکھتی ہیں کہ:

> "اس ایک ورق کے رسالہ میں شاہ ہمدان نے حضور سید الانبیاء سرور کائنات محمد الرسول اللہ ﷺ کا حلیہ مبارک اور اسناد قلم بند کی ہیں"[14]

"انیس الغرباء کتاب ساٹھ صفحات پر مشتمل ہے جس میں رسول اکرم ﷺ کی بعض احادیث، ان کا ترجمہ اور صوفیانہ رنگ میں ان احادیث کی تشریح کی گئی ہے۔ پروفیسر عبد الجبار شاکر "حیات سرور کائنات" کے مقدمہ میں سیرت نگاری کے حوالے سے بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

> "برصغیر پاک و ہند میں سیرت نگاری کے ارتقاء پر نظر دوڑائیں تو اس کا آغاز دوسری صدی ہجری میں دکھائی دیتا ہے"[15]

عبد الجبار شاکر اپنے مقدمہ میں درج ذیل کتب کا تذکرہ کرتے ہیں:

نام سیرت نگاران	سن وفات	کتب
ابو معشر نجیح بن عبد الرحمٰن سندھ مدنی	170ھ	مغازی
ابو جعفر محمد بن ابراہیم دیبلی	322ھ	مکاتیب النبی ﷺ
حافظ شمس الدین محمد بن علی ابن طولون	953ھ	اعلام السالکین عن کتب سید المرسلین

ذیل میں مشہور سیرت نگاران اور ان کی کتب کا تذکرہ کیا جاتا ہے:		
خواجہ بندہ نواز گیسو دراز	825ھ	معراج العاشقین سیرت النبی ﷺ
محمد علی سامانی	851ھ	سیر محمدی
ابو بکر بن محمد بھرجی	915ھ	ترجمہ حصن حصین (فارسی)
ابو بکر بن محمد بھرجی	923ھ	عین الوفا ترجمہ الشفاء
میر سید عبد الاول حسینی زید پوری	968ء	منتخب السفر العادۃ (فارسی)
علی متقی برھان پوری	975ھ	شرح شمائل ترمذی (فارسی)
محمد بن طاہر پٹنی	986ھ	مجمع بحار الانوافی غرائب التنزیل (فارسی)
مخدوم الملک عبد اللہ سلطان پوری	990ھ	شرح علی شمائل النبی ﷺ
شیخ یعقوب بن حسن صرفی	1003ھ	مغازی لنبوۃ (فارسی)[16]
امام احمد رضا خان بریلوی کی 1879ء تا 1887ء کی درمیانی مدت میں لکھی ہوئی حضور اکرم ﷺ کی سیرت، حلیہ اور مولود پر درج ذیل کتب ہیں:		
سلطنتہ المصطفیٰ فی کل الوری	1879ء	
اقامتہ القیامتہ علی طاعن القیام لنبی تھامہ	1881ء	
تجلی الیقین بان نبینا سید المرسلین	1887ء	
اسماع لاربعین فی شفاعتہ سید شفاعتہ سید المحبوبین[17]	1887ء	

محمد بن قاسم کا دور اور سیرت نگاری:

برصغیر میں سیرت نگاری کا کام آٹھویں صدی ہجری میں شروع ہوا۔ عربی زبان میں کتب سیرت نگاری کے ذخائر جو مشاہیرین اسلام کے ذریعے برصغیر میں پہنچے ان مصادر و مراجع کی مدد سے سیرت نگاری کا کام اردو زبان میں تبدیل ہونے لگا یہ عمل صحیح معنوں میں برصغیر میں پچھلی تین صدیوں سے جاری ہے۔ اس کی جھلک برصغیر میں لکھی جانیوالی اردو سیرت نگاری کی کتب کی فہرست میں دیکھی جاسکتی ہیں۔ برصغیر کی تاریخ میں سیرت نگاری کے کام کی بنیاد اس وقت رکھی گئی جب جنوب سے محمد بن قاسم اپنی سپاہ لے کر سندھ میں داخل ہوئے اور شمال سے محمود غزنوی دہلی، آگرہ اور لاہور میں داخل ہوئے تو اس وقت یہ ضرورت شدت سے محسوس ہوئی کہ عربی اور فارسی زبان کے علاوہ ایسی زبان کا اجراء کیا جائے۔ چنانچہ اردو میں کام شروع ہوا:

"اس ضمن میں سب سے پہلا نام عین الدین گنج العلم کا لیا جاتا ہے جن کے (725ھ) تالیف کردہ تین اردو رسائل کا ذکر شمس اللہ قادری نے اردو قدیم میں کیا ہے"[18]

نویں صدی ہجری تا چودھویں صدی ہجری کے مصادر

برصغیر میں نویں صدی ہجری سے چودھویں صدی ہجری یعنی بیسویں صدی کے نصف تک کے اردو سیرت نگاران اور ان کی کتب درج ذیل ہیں:

حمید اللہ ماہر دہلوی	رؤف الرحیم ﷺ
خیر الدین	ریاض الازہار
سرور علی	سوانح عمری محمد ﷺ
مولوی سعید احمد مارہروی	ریاض محمدیہ ﷺ
فیروزالدین	تاریخ محمدی ﷺ
فیروزالدین	سیرت محمدی ﷺ
سید فضل شاہ	تحفہ فضل
عبد العزیز لکھنوی	اخبار محمدی ﷺ
محمد ابراہیم ضیاء	ضیائے نبوت ﷺ
غلام محمد ہادی خان	سید الاخبار
محمد جان	اسرار احمدی
حکیم وکیل احمد سکندرپوری	انوار احمدیہ
امانت علی	تاریخ حال پیغمبر
عبد الغنی	ضیاء الابصار
مفتی عنایت احمد مکاکوری	تواریخ حبیب اللہ ﷺ
نواب صاحب پریاواں	تاریخ احمد ﷺ
غلام سرور لاہوری	تحفتہ سروری
حسن علی	سیرت نبوی ﷺ

خواجہ بندہ نواز گیسو دراز	معراج العاشقین (سیرت النبی)
محمد علی سمانی	سیرت محمدی ﷺ
شیخ عبد الحق محدث دہلوی	مدارج النبوۃ، حلیہ سید المرسلین جذب القلوب دیار المحبوب
مجدد الف ثانی	اثبات النبوۃ
شاہ ولی اللہ محدث دہلوی	سرور المخزون
قاضی بدر الدولہ (نام: محمد صبغتہ اللہ)	فوائد بدریہ
شیخ حسرت کرنوالی	چار باغ احمد ان کے علاوہ رسول ﷺ کی سیرت کے خصوصی پہلوؤں پر بھی الگ الگ کتب اس دور میں تالیف ہوئیں۔
حکیم رحمان علی خان	تحفہ مقبول در فضائل رسول
مخدوم علی یزدی	اخلاق محمدی ﷺ
عالم علی مراد آبادی	فضائل رسول مقبول
عبد الحفیظ کاکوری	فضائل احمدی
عبد الواجد غازی پوری	تحفتہ الاتقیاء فی فضائل سید الانبیاء
اسی طرح اگر شمائل کے ضمن میں کتب کو دیکھا جائے تو چند معروف درج ذیل کتب ملتی ہیں:	
سید امیر حسن	ممتاز التفاسیر
سر سید احمد خان	خطبات احمدیہ
شاہ ولی اللہ (عربی)	الدر الثمین فی مبشرات النبی الکریم
مراز حیرت دہلوی	سیرت رسول ﷺ
فیروز الدین ڈسکوری	سیرت النبی ﷺ
سید امیر علی	The Sprit of Islam
محمد یوسف	سید المرسلین

مرزا حیرت دہلوی	سیرت رسول
مولانا اشرف تھانوی	نشر الطیب فی ذکر النبی الحبیب صلی اللہ علیہ وسلم
سید ایوب احمد صابر شاہ جہاں پوری	آفتاب نبوت
مولانا شبلی سید سلیمان ندوی	سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم
مولانا ابو رشید محمد عبد العزیز	سوانح عمری حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم
مولانا حکیم ابو البرکات عبد الرؤف دانا	اصح السیر فی ھدیٰ خیر البشر صلی اللہ علیہ وسلم
مولانا شبلی نعمانی	سیرت النبی (دو جلدیں)
سید سلیمان ندوی	سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم (اگلی پانچ جلدیں)
غلام نبی امرتسری	معجزات محمدیہ
کریم بخش	نسب نامہ رسول مقبول
قطب الدین	نسب نامہ رسول مقبول
محمد فضل حق	مکتوبات مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم
میر مہدی دہلوی	انوار الاعجاز
خواجہ عبد المجید	منہاج النبوۃ
محمد مصطفیٰ	نجم الھدایتہ فی بیان المعجزات والبشارات

پاکستان میں سیرت نگاری کے بنیادی مصادر

پاکستان میں علمی اور ادبی سیرت نگاری کا کام ہر مکتبہ فکر کی طرف سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت، عقیدت، شگفتگی اور گہری نسبت ووابستگی کا عظیم مظہر ہے۔ پاکستان کے معرض وجود میں آنے کے بعد سیرت نگاری کے کام کو علماء نے وسیع پیمانے پر شروع کیا چھاپہ خانوں کی جدید اقسام ایجاد ہوئیں سیرت پر ضخیم سلسلوں کا اجراء ہوا اگرچہ برصغیر اور پاکستان میں فرقہ واریت کا کافی عمل دخل تھا۔ لیکن فرقہ واریت کے اس شر سے یہ خیر برآمد ہوئی کہ اسلامی ادب کا بے بہا ذخیرہ جمع ہوا اور سیرت نگاری پر فرقہ وارانہ اختلافات کی وجہ سے ایک دوسرے کے تقابل کی بنیاد پر اس قدر کام ہوا کہ آج سیرت کی ہر مکتبہ فکر کی کتاب اپنے اندر ایک الگ جاذبیت رکھتی ہے اور یوں سیرت و حیات طیبہ صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلق اردو زبان میں مواد اس قدر جمع ہو گیا کہ پچھلی صدیوں میں دوری کی گئی سیرت پر تصنیف کو پیچھے چھوڑ گیا۔ جیسا کہ پروفیسر ڈاکٹر خالد علوی ڈاکٹر شیر محمد زمان کے علمی نچوڑ "نقوش سیرت" کے ابتدائیہ میں لکھتے ہیں کہ:

"برصغیر پاک وہند کو یہ شرف حاصل ہے کہ یہاں سیرت نگاری کے جدید اسلوب کی بنیاد رکھی گئی۔ واقعاتی سیرت نگاری کے تحقیقی اسلوب کے ساتھ ساتھ صفاتی و تجزیاتی انداز پر بھی لکھا گیا۔ استعمار کے زیر اثر جو تنقیدی مطالعے پیش کئے گئے ان کا جائزہ بھی لیا گیا۔ اردو زبان کا دامن سیرت النبی ﷺ پر شاندار تصانیف سے مزین ہے اور بعض کتابیں تو یقیناً اس پایہ کی ہیں کہ ان کی نظیر کسی اور زبان میں نہیں ملتی"[19]

قیام پاکستان سے پہلے سیرت نگاری

پیغمبر اعظم آخر ﷺ	ڈاکٹر نصیر احمد ناصر
حیات رسول ﷺ	لیفٹیننٹ کرنل ڈاکٹر محمد ایوب
فرامین ومکاتیب	نصیر الدین الاجتہادی
سیرت فخر دو عالم ﷺ	عطاء اللہ خان ٹونکی
معراج انسانیت	غلام احمد پرویز
سیرت النبوی ﷺ	سیماب اکبر آبادی
سید کریٰ ﷺ	مولانا ابو القاسم رفیق دلاوری
حیات سرور کائنات ﷺ	ملا واحدی
سیرت جادوانی ﷺ	خاں بہادر مسعود الزمان
رسول اکرم ﷺ	قاضی نواب علی
سید البشر ﷺ	ابو العلائی پریس آگرہ
اسوہ حسنہ ﷺ	انوار اللہ طیبی
میلاد محمدی ﷺ	گلزار محمدی لکھنو
سیرت رسول ﷺ	جامع اسلامیہ ڈھابیل سورت
سراپائے سید المرسلین ﷺ	عبد الشکور لکھنوی
رؤف رحیم (سیرت النبی ﷺ)	جمیعت مسلم نوجوانان سکندر آباد دکن
سرور عالم ﷺ	علوی پریس بھوپال
سرور انبیاء ﷺ	ملا واحدی۔ دہلی
سیرت محمدیہ ﷺ	آل انڈیا اہلحدیث کانفرنس دہلی

قیام پاکستان کے بعد سیرت نگاری:

ضیاء النبی ﷺ	پیر محمد کرم شاہ الازہری
جلوہ جاناں ﷺ	منظور احمد شاہ
مسلم الوصول الی اسرار اسرا الرسول ونزول الملائکہ	پنجاب پریس۔ سیالکوٹ

الحبیب ﷺ	حسن اختر
نور علی نور ﷺ	محمد اسلم جیلانی
جان عالم ﷺ	علامہ سید سعادت علی قادری
سید المرسلین ﷺ	پروفیسر سعید اختر
سیرت سرور عالم ﷺ	سید ابوالاعلیٰ مودودی
حضرت محمد ﷺ	پروفیسر محمد یعقوب
خلق محمدی ﷺ	انجمن خدام الدین لاہور
سید العرب ﷺ	محمود رضوی
داعی اسلام کی حیات طیبہ ﷺ	ابو سلیم محمد عبداللہ
محسن انسانیت ﷺ	مولانا نعیم صدیقی
سید الکونین ﷺ	محمد صادق سیالکوٹی
پیغمبر انسانیت ﷺ	شاہ محمد جعفر پھلواری
ہادی اعظم ﷺ	سید فضل الرحمٰن

خلاصۂ بحث

رسول اللہ ﷺ کی زندگی محض واقعات پر مشتمل نہیں بلکہ تکمیل رسالت ان کی زندگی کا سب سے حسین اور درخشاں پہلو ہے اس کا تعلق نہ صرف آپ ﷺ حیات مبارکہ سے ہے بلکہ پوری انسانیت سے ہے۔ اس لحاظ سے بھی آپ ﷺ کی حیات طیبہ اور سیرت پر زیادہ لکھا گیا ہے کیونکہ آپ ﷺ کو پوری انسانیت کا رہبر بنا کر بھیجا گیا ہے اس لیے آپ ﷺ کی سیرت کی روشن کرنیں تمام انسانوں تک ہر دور میں اہل علم کی ان تصانیف کی صورت میں ہوتی رہیں گی۔ اس لیے اہل علم نے ابتدا سے لے کر اب تک ہر دور میں آپ ﷺ کی سیرت طیبہ پر مختلف انداز میں تحریری نگارشات پیش کیں۔ آپ ﷺ کی سیرت نگاری کا شرف حاصل کرنا ہر مسلمان کی ہمیشہ سے آرزو رہی ہے مسلمانوں کے اس فخر کا قیامت تک کوئی حریف نہیں ہو سکتا کہ انہوں نے اپنے پیغمبر کے حالات وواقعات کا ایک ایک حرف اس استقصاء کے ساتھ محفوظ رکھا کہ کسی شخص کے حالات آج تک اس جامعیت اور احتیاط کے ساتھ قلم بند نہیں ہو سکے اور نہ آئندہ کیے جاسکتے ہیں۔ مختلف علاقوں، مختلف زبانوں اور حقیقی، تجزیاتی اور سیرتی ادب پر بہت سا مواد لکھا گیا ہے۔ اہل علم نے آپ ﷺ کی حیات طیبہ کو موضوع سخن بنا کر آپ ﷺ کو خراج تحسین پیش کیا ہے۔ ہمیشہ ہر دور میں جاری وساری رہے گا۔ یہ نبی کریم ﷺ ذات بابرکات کی عظمت ہے کہ صرف مسلمان ہی نہیں بلکہ غیر مسلم بھی آپ ﷺ کی تعریف وتوصیف اور آپ ﷺ کے ذکر میں رطب اللسان نظر آتے ہیں۔ مسلمانوں کے لیے سیرت کا مطالعہ محض ایک علمی مشغلہ ہی نہیں بلکہ اہم دینی ضرورت ہے جبکہ غیر مسلموں کے لیے سیرت کے مطالعہ کی نوعیت اس سے کچھ مختلف ہو سکتی ہے۔ غیر مسلم کا سیرت کے مطالعہ کا مقصد ان حالات اور اسباب سے آگاہی ہو سکتا ہے کہ جس کے تحت آپ نے تیئس سال کے قلیل عرصہ میں دنیا میں ایک ایسا انقلاب برپا کر دیا اور عرب کی جاہل قوم سے ایک ایسی امت تیار کر دی کہ جس کے کارنامے مؤرخین عالم کے لیے انتہائی دلچسپ اور موجب صد حیرت ہیں۔ وہ غیر مسلم جو اسلام اور پیغمبر اسلام کے خلاف بغض وعناد رکھتے ہیں، ان کے مطالعہ سیرت کا مقصد اصل حقائق سے آگاہی حاصل کر کے انہی

واقعات کو توڑ مروڑ کر پیش کرنا اور حقیقت کے برعکس ان واقعات کو اپنے رنگ میں پیش کر کے اپنے مذموم مقاصد کی تکمیل کرنا بھی ہو سکتا ہے۔

References

[1] Al-Duktūr Muftī Muḥammad, *Al-sīrah al-ʻĀlamī Shshmāhy: Sīrat kay Ahmyt* (krājy : zavvār Ikaydaymi pbly kyshnz, 1999), 25.
[2] Walī al-Dīn Muḥammad Ibn ʻAbdullāh Tabrīz, *Mishkūt al-Maṣābīḥ: Kitāb al-ʻIlm* (Lahore: Maktabah Tḥmānyh, n.d), Ḥadīth no: 188
[3] ʻAbdullāh Tabrīz, *Mishkūt al-Maṣābīḥ*, Ḥadith no: 216.
[4] Al-Duktūr Jawād ʻAlī, *Mākhdh Tārīkh Ṭabarī*, trans. Nuthār Aḥmad Fārūqī (Lahore: Dūst aysy Ayt, 1998), 23.
[5] Sajjād Ẓahīr, *Sīrat Ngāry kā Āghāz wa Irtiqā'* (1999), 80.
[6] Sajjād Ẓahīr, *Sīrat Ngāry kā Āghāz wa Irtiqā'*, 81.
[7] Abū al-Faḍl Aḥmad ibn ʻAlī Ibn Ḥajar al-ʻAsqalānī, *Fatḥ al-Bārī Sharḥ Ṣaḥīḥ Bukhārī, Kitāb al Jihād wa al-Siyar* (Beirūt: Dār al-Fikr, 1996), 6:3.
[8] Ibn Ḥajar al-ʻAsqalānī, *Kitāb al-Mughāzī* (1996), 7:279.
[9] Abū ʻAbdullah ibn Saʻd Ibn Saʻd, *Al-Ṭabaqāt al-Kubrā* (Beirūt: Dār Ṣādir, 1376H), 2:376.
[10] ʻAllāmah Abū al-Fidā' Muḥammad Ibn Kathīr, *Al-Bidāyah wa al-Nihāyah* (Beirūt: Maktabah al-Maʻārif, 1966), 64.
[11] Shams al-Dīn Muḥammad Ibn Aḥmad Ibn ʻUthmān al-Dhahabī, *Siyar Aʻlām al-Nubalā'* (Beirūt: Maktabah Mu'assasat al-Risālah, 1401H), 127.
[12] Ibn Ḥajar al-ʻAsqalānī, *Tahdhīb al-Tahdhīb* (Beirūt: Dār Ṣādir, 1376H), 1:97.
[13] Shams al-Dīn Abū al-ʻAbbās Ibn Khallikān, Aḥmad Ibn Muḥammad al-Barakī al-Irbilī, *Wafayāt al-Aʻyān* (qāhrh: Maktabah alnhāḍh lmṣryh, 1367H), 1:315.
[14] Sayyid al-Duktūr Ashraf Ẓafar, Amīr Hamadānī, *Nadwat al-Muṣannifīn* (Lahore: 1972), 253.
[15] Mullā Wāḥidī Dihlawī, *Hāt Surūr Kā'ināt* (Lahore: Idārah Nashrīyāt, 1367H), 15.
[16] Al-Duktūr Muḥammad Isḥāq, *ʻIlm Ḥadīth my Pāk Whnd kā ḥṣh* (Idārah Nashrīyāt, 1367H), 156-161.
[17] Mawlawī Tḥmān ʻAlī, *Tadhkuruhu ʻlmā' Hind*, trans: Muḥammad Ayyūb Qādirī (bmb'y : Risālah al-Mīzān, 1976), 99.
[18] Al-Duktūr Jālby Jamīl, *Tārīkh Adab Ardū* (Lahore: Majlis Trqy Adab, 2005), 1:259.
[19] Al-Duktūr Prof. Shīr Muḥammad Zamān jshty, *Nuqūsh Sīrat* (Lahore: Prwgrysw Baks, 2007), 21.